حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ و سیاسیات ہند

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہمیشہ ایسی سیاسی تحریکوں سے کہ جن میں بغاوت عدم تعاون اور عدم تشدد کا شائبہ بھی ہو نہ صرف اجتناب ہی کیا ہے بلکہ ان کے خلاف زبردست جدوجہد کرتے رہے ہیں جس کی وجہ یہ ہے کہ ایسی تحریکیں گو بعض دفعہ منزل مقصود تک پہنچنے کے لئے ممد بن سکتی ہوں۔ لیکن ان کا ملک کی اخلاقی اور مذہبی حالت پر بہت برا اثر پڑتا ہے اگر بغاوت کے بعد حکومت مل جائے تو پھر تشدد اور استبداد کا دور دورہ شروع ہو جاتا ہے۔ ہمارے ہمسایہ میں روس ہمارے سامنے زندہ مثال پیش کرتا ہے۔ لینن نے اپنے رفقاء کی مدد سے زار روس جیسے عظیم الشان بادشاہ کی حکومت کو زیر و زبر کر دیا۔ لیکن اس کی اپنی وفات کے بعد اس کے جانشین سٹالن نے جو گل کھلائے وہ عیاں ہیں۔ اس نے چن چن کر لینن کے مرا اس مددگار کو موت کے گھاٹ اتار دیا کہ جس سے اس کو مقابلہ کا امکان معلوم ہو سکتا تھا۔ ٹراٹسکی جو کہ لینن کا دست راست تھا۔ اپنی جان کی خاطر ملک بدر ہے اور سٹالن اس پر مختلف الزام لگا چکا ہے۔ یہ حالت کیوں پیدا ہوئی۔ صرف اس لئے کہ انہوں نے بغاوت سے حکومت . . . . . .

. . . .

. . . . حاصل کی۔ اور ان میں تشدد قائم رہا۔ اسی طرح جب فرانس میں انقلاب ہوا۔ تو وہی لوگ جو کہ اس کا موجب ہوئے تھے ایک دوسرے کے دشمن کا نشانہ بنے۔ اس

آزادی کا کیا خاک فائدہ ہوگا۔ کہ جس سے اخلاقی پستی قوم میں پیدا ہو جائے۔

کانگرس کا مطمح نظر مکمل آزادی ہے۔ اور اس نے یہ فیصلہ کیا ہے۔ کہ آئین کو ہم نافذ نہیں ہونے دینگے۔ کونسلوں میں جائینگے لیکن اس خاطر کہ ان کو بیکار بنایا جائے۔ لیکن حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا طریق یہ ہے کہ جتنی آزادی اور جتنے حقوق ملیں ان سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ اور ساتھ ساتھ آزادی کے لئے آئینی جدوجہد کرنا چاہیئے۔ بغاوت کی روح اگر لوگوں میں پیدا ہو جائے تو پھر ان میں قانون کی پابندی کا اور حکومت کا احترام باقی نہیں رہ سکتا۔ اور یہ اس فضا قائم نہیں ہو سکتی۔ حضرت نے یہ فرمایا ہے کہ اگر عطا کردہ حقوق سے فائدہ اٹھایا جائے۔ تو ضرور اللہ تعالیٰ آزادی کے سامان پیدا کر دیتا ہے۔ حضرت موسےٰ علیہ السلام کے ذریعہ سے اس نے بنی اسرائیل کو فرعون کے ظلم سے چھڑایا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ابتدائی ایام میں جب مکہ میں مذہبی آزادی کا حق مسلمانوں سے چھین لیا گیا۔ تو اس نے اس کے لئے بھی غیر متوقع سامان پیدا کر دئے۔

عیسائیوں میں رومن کیتھولک اور پراٹسٹنٹ جو فرقے ہو جانے کے بعد ایک مذہبی آزادی چھین لی گئی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے بھی اسباب مہیا فرما دیئے۔

ورتمان کے مقدمہ میں جب راجپال کو منصفوں نے اس لئے بری کر دیا

در شان

آقائی و مولائی سیدنا امیر المومنین حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

از جناب سید حسین صاحب ذوقی حیدرآبادی

مرا دل ہے تو اور مری جان محمود ایدہ اللہ — میں صدقے ترے تیرے قربان محمود
ملائک ترے در کے دربان محمود — ہے اللہ تیرا نگہبان محمود
تو محبوب یزداں ہے معشوق رحماں — تری ذات ہے ظل سبحان محمود
مرا رہنما ہے میرا پیشوا ہے — میرا دین ہے میرا ایمان محمود
تیرے حکم کو حکم رب جانتا ہوں۔ — میرے سر پہ ہے تیرا فرمان محمود
نبی کا تو نور نظر لخت دل ہے — کہ تو احمدیت کی ہے جان محمود
بنایا ہے دنیا میں اپنا خلیفہ — خدا نے تجھے دی ہے کیا شان محمود
تو اللہ کا اور اللہ تیرا — تو قرآن کا تیرا قرآن محمود
معارف کا دریا معانی کا گلشن — ہے سینہ ترا گنج عرفان محمود
تجھے آئینہ اپنا حق نے بنایا — نہ کیوں تجھ پہ دنیا ہو حیران محمود
فنا ذات حق میں ترا ذرہ ذرہ — خلافت کا مہر درخشان محمود
ہے اللہ دل میں تیرے جلوہ فرما۔ — خدا کا مکاں تیرا ایوان محمود
مبشر بھی ملہم بھی ہے ذات تیری — ہے شان نبوت تری شان محمود
خدا کا دلارا محمدؐ کا پیارا — حدیثوں کا دل جان قرآن محمود
تو مسلم ہی کا ایک محسن نہیں ہے — زمانہ پہ ہے تیرا احسان محمود
نہ کیوں اہل ایمان تجھ پر فدا ہوں — کہ اسلام پر تو ہے قربان محمود
ترا خلق خلق خداوند اکبر۔ — تیری شان ہے شان رحمان محمود
تو احمدؑ کی صورت محمدؐ کی سیرت — نہ کیوں تجھ پہ ہو جاؤں قربان محمود
خدا جانتا ہے ملک جانتے ہیں — ترا مرتبہ اور تری شان محمود
خدا کی قسم اس جہاں میں نہیں ہے — کوئی تیرے رتبہ کا انسان محمود
خدا تیری سنتا ہے سب سے زیادہ — ہے ایمان میرا یہ ایقان محمود
دعاؤں میں اپنی مجھے یاد رکھنا — یہی ہے مرے دل کا ارمان محمود
یہی مدعا ہے یہی التجا ہے — کہ ہوں مشکلیں میری آسان محمود
ایاز اپنے منہ سے تو ذوقی کو کہہ دے — مرے آقا اے میرے سلطان محمود
یہ اپنے قلم سے سند آج لکھ دے — میرے نام ہو جائے فرمان محمود
ہے طوق غلامی تو گردن میں لیکن — دے حلقہ بگوشی کا اعلان محمود

مزا تری مدحت میں آتا ہے دل کو
کہ ذوقی بھی ہے تیرا احسان محمود

کہ سرکاری قانون کی گرفت میں وہ نہ آتا تھا۔ تو نیا قانون پیشوایان مذاہب کی عزت کی حفاظت کے متعلق حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کی ہی مساعی کا نتیجہ تھا کہ بنایا گیا۔ ہندو مسلم فسادات بہت دفعہ ایک دوسرے کے مذہبی پیشواؤں کی ہتک کے نتیجہ میں پیدا ہوتے ہیں۔ اگر ایک دوسرے کے مذہبی احساسات کا خیال رکھا جائے تو آپس میں محبت والفت کے جذبات کا پیدا ہونا ممکن ہے ورنہ اس اختلاف کی خلیج کو پاٹنا امر محال ہے۔

دوسرا قابل ذکر قدم جو حضرت نے ہندو مسلم اتحاد کے لئے اٹھایا۔ وہ یہ تحریک ہے کہ ہر ایک قوم اپنے مذہبی پیشواؤں کی سیرت کے جلسے کرے۔ اور دیگر اقوام کے لوگ بھی ان میں نہ صرف شامل ہوں۔ بلکہ خود بھی سیرت بیان کریں۔ اس سے مذہبی تنفر دور اور کم علمی دور ہوسکتی ہے۔ کہ جس کی وجہ سے کئی قسم کی تکالیف کا سامنا ہوتا رہتا ہے۔

لاہور کے ایک قابل ہندو بیرسٹر سیرۃ النبی ؐ کے جلسہ پر تقریر کیا کرتے ہیں۔ انہوں نے اس میں کئی دفعہ ذکر کیا کہ ایک دفعہ سر محمد شفیع مرحوم کی زیر صدارت سیرۃ النبی ؐ کا جلسہ ہو رہا تھا۔ میں نے جب اپنے لیکچر میں کہا کہ کیا ہی مبارک وہ دن ہوگا کہ جب قلبی محبت سے غیر مسلم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت بیان کریں گے اور غیر مسلم ہی سننے والے ہوں گے۔ اس پر تالیوں اور چیرز سے ہال گونج اٹھا۔ لیکن اس کے بعد جب میں نے کہا کہ وہ دن بھی کیسا بابرکت ہوگا۔ کہ جب کرشن اور رام چندر جی مہاراج کی سوانح مسلم مقررین بیان کریں گے۔ اور مسلم سامعین خوشی سے سنیں گے اس پر ایک بھی تالی اور چیرز نہیں دی گئی۔ مجھے اس پر بہت افسوس ہوا۔ لیکن اب دونوں موقعوں پر خوشی کا اظہار کیا جاتا ہے۔

یہ تو ایک ابتدا ہے۔ اور اتنے خوشکن نتائج ابھی سے پیدا ہونے شروع ہو گئے ہیں۔ جب کچھ عرصہ اور گذر جائے گا۔ تو اسکے نتائج اور بھی عمدہ اور فرحت افزا ہوں گے۔

پنڈت جواہر لال صاحب نہرو نے حال ہی میں ایک موقعہ پر بیان کیا کہ ہم نے بہت کوتاہی کی۔ عامۃ المسلمین کو کانگرس میں شامل نہیں کیا۔ اور کہا کہ کانگرس میں مسلمانوں کو ملازم رکھا جائے تاکہ ان سے تعلقات بڑھیں۔ قارئین پر واضح ہوگا۔ کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ نے جن دو تجاویز کو عملی جامہ پہنایا۔ وہ کیسی مؤثر ص۲۲

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارہ صحابیوں کی بارہ پاکیزہ خوابیں۔ جو انہوں نے خلافت ثانیہ کے قیام سے پہلے دیکھیں۔ اور خدا تعالےٰ کے عمل نے ان کو صداقت کا جامہ پہنا کر ہمیشہ کے لئے سچا ثابت کر دیا۔ اس قسم کے بیشمار رویا اور الہامات وکشوف سلسلہ میں موجود ہیں۔ اگر ان سب کو ایک جگہ جمع کر دیا جائے تو یہ بھی ایک لطیفہ ایمان افروز مواد ہوگا۔ الحکم کے سال آئندہ میں یہ کوشش کی جائے گی کہ اس قسم کے مواد کو شائع کر کے محفوظ کر دیا جائے۔ وباللہ التوفیق۔ بہرحال یہ باب بھی ایک لطیف اور لذیذ ایمان پیدا کرنے والا باب ہے۔ اور جن کے قلوب میں ذرہ بھر بھی ایمان کی روشنی موجود ہے۔ وہ اس سے فائدہ اٹھائے بغیر نہیں رہیں گے۔

نوٹ :۔ ان سب شہادتوں کے اصل کاغذات دفتر الحکم میں محفوظ ہیں۔ جو کبھی توفیق ملنے پر عکسی طور پر شائع کر دیئے جائیں گے۔ (ایڈیٹر)

(۱)

حضرت بابو فیروز علی صاحب مرحوم و مغفور سابق اسٹیشن ماسٹر خیرآباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

حضرت امیر المومنین صاحبزادہ صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

واحسرتا صاحب غار ؐ بھی دنیا سے سفر کر گئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

مجھے ایسا دکھایا گیا تھا کہ آپ جانشین ہونگے

؎۱ مراد حضرت خلیفہ اول ہیں

ص۲۲ اور مفید ہے۔ برخلاف اس کے مسلمانوں کو کانگرس میں ملازم رکھنے سے وہ نتائج برآمد نہ ہوں گے کہ جن کی ان کو توقع ہے۔ اغلب ہے کہ ایسے لوگ ملازم ہو جائیں گے۔ جن کا مقصد وحید شکم پری ہے۔ اور بے روزگاری کا شکار ہونے کی وجہ سے ملازمت اختیار کرلیں۔ ظاہر ہے کہ ایسے لوگوں کا مسلمانوں پر کوئی اثر اور رسوخ نہیں ہوسکتا۔

۲

میرزا اصغر علی صاحب مرحوم و مغفور ملازم نواب صاحب ساکن قادیان

۱۴ مارچ ۱۴ء۔ پندرھویں شب ماہ مارچ رات کو جب میں سونے لگا۔ میرے دل پر جناب حضرت صاحب مولانا خلیفۃ المسیح علیہ السلام کا دل پر بڑا سوز وگداز تھا۔ اور ان کی نورانی کلام ہر وقت میرے زیر نظر تھا۔ یکایک میری آنکھ لگی معلوم ہوتی تھی۔ بلکہ میں حلفاً کہتا ہوں کہ مجھ کو تمام کمرے کی چیزیں بھی نظر آتی تھیں۔ کیا دیکھتا ہوں۔ گویا میں مسجد نور میں باہر اس کے صحن میں کھڑا ہوں۔ اور مسجد میں بھی کچھ آدمی نظر آتے ہیں۔ جناب میاں محمود احمد صاحب لباس عمدہ پہنے ہوئے سر برہنہ پابرہنہ مسجد سے دوڑتے ہوئے باہر آگئے۔ اور ایک کرلی پانی کی باہر پھینکی اور کھڑے ہوئے۔ تو میں قریب دس منٹ ان کے پاس ہوں۔ تو آنجناب پر بارش برسنی شروع ہوئی۔ ان کے پاؤں کے نیچے مثل چمن کے ایک چمن یا غنچہ ہے۔ اور میرے پر ایک قطرہ بھی گرا ہے۔ اور میں اس چمن کی بارش سے بہت حیران تھا۔ اتنے میں نزدیک آنجناب کے آیا۔

تو میاں صاحب نے ایک جست اور کی تو اور چین ان کے پاؤں کے نیچے بنا۔ چین اول میں بارش ہٹ گئی تو ان کے اوپر پھر بارش ہونے لگی۔ جو قرے بارش کے ایسے معلوم ہوتے تھے جیسے زمرد جھلک ہوتی ہے۔ تو میری آنکھ کھلی۔ اس کیفیت کو قلم بند کر سکتا نہیں۔ والسلام۔

صفدر علی

(۳)

ملاں محمد کریم صاحب مرحوم و مغفور

مہاجر خوست

مدت نیم ماہ گذشتہ کہ در خواب دیدم کہ حضرت خلیفۃ المسیح و میاں محمود پیوست زانو بزانو نشستہ و یا استادہ بودند و بدست میاں محمود صاحب یک رسالہ گرفتہ بود۔ و بدل من محکم افتاد کہ ایں خلافت است کہ بعد از خلیفۃ المسیح خلافت اورا داد شود۔ و ازاں خواب بر من بسیار اثر و بسط افتاد بود و بس ازاں بیدار شدم۔ فقط۔ بقلم خود محمد کریم

(۴)

مولوی بشیر احمد صاحب مولوی فاضل

نابھوی مرحوم و مغفور خلف (مولوی عظیم اللہ صاحب نابھوی)

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

۱۳ مارچ ۱۹۱۴ء کو جب حضرت سیدی خلیفۃ المسیح الموعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس دار فانی سے ملک جاودانی کی طرف رحلت فرما گئے۔ تو لوگوں کے دلوں پر غموں کا ایک گھٹا ٹوپ بادل چھایا ہوا تھا۔ اور لوگوں کو اپنے آپ کی کچھ خبر نہ تھی۔ اور ہوش و حواس اڑے ہوئے تھے۔ اور پھر حضور میاں صاحب کی تقریر سے (جو کہ عصر کی نماز کے بعد ہوئی) جو کہ تمام کی تمام نصائح سے پر تھی۔ لوگوں کے دلوں پر ایک قسم کی رقت طاری ہوئی۔ اور رونے اور چیخنے سے مسجد گونج اٹھی تھی۔ اور حضور ممدوح نے تقریر میں فرمایا تھا۔ کہ خدا تعالےٰ کی طرف جھک جاؤ۔ اور خدا تعالےٰ کی جناب میں عرض کرو۔ کہ وہ ہم میں سے کسی کو کھڑا کرے۔ اور یہ بھی فرمایا۔ کہ جو لوگ روزہ رکھنے کی طاقت رکھتے ہیں وہ کل روزہ رکھیں۔ تو لوگوں کے دلوں کی اسوقت عجیب حالت تھی۔ اور لوگوں کے دلوں میں خلیفہ کی بعثت کے متعلق عجیب قسم کا جوش و خروش پیدا ہو رہا تھا۔ اس وقت آئندہ ۱۳۔۱۴ کی درمیانی رات کو میرے دل کی بھی عجیب و غریب حالت ہو رہی تھی۔ اور میرے جسم کا ہر ایک ذرہ خدا تعالےٰ کی جناب میں جھکا ہوا تھا۔ تو اس آہ و زاری میں مجھے نیند آ گئی۔ اور مفصلہ ذیل خواب دیکھا کہ:۔

"میں قادیان سے باہر دار العلوم کو جا رہا ہوں۔ جب میں بورڈنگ ہاؤس تعلیم الاسلام کے دروازے سے آگے نکلا۔ تو کنوئیں کی طرف سے حضور میاں صاحب یعنی حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کو ایک ہجوم کثیر کے آگے آگے اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا۔ تو اس وقت میں نے یہ سنا۔ کہ

"حضور ممدوح کی لوگوں نے بیعت کر لی ہے"

(۵)

حضرت مولوی عبد الصمد صاحب مرحوم و مغفور

سابق واعظ سلسلہ عالیہ احمدیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علےٰ رسولہ الکریم

بحضور پر نور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

اما بعد۔ حضرت سیدی و مولائی خلیفہ ربانی عمر ثانی حضرت میاں صاحب مولانا مرزا بشیر الدین محمود احمد ایدہم اللہ الصمد۔ عرض فدوی محمد عبد الصمد شیخ انصاری سنوری احمدی پبلک واعظ سلسلہ عالیہ احمدیہ آنکہ۔ وفات حسرت آیات حضرت خلیفۃ المسیح عالم و عامل ربانی صدیق ثانی حضرت مولانا حکیم الامت محبوب رب العالمین اعلی اللہ مقامہٗ و نور اللہ قبرہٗ ناگہاں سن کر دل کو قلق ہوا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ زاں بعد حضور والا کی خلافت منجانب اللہ سن کر دل پژمردہ کو حمد و سجدہ شکر بحضور رب العالمین احکم الحاکمین کرنے کا موقعہ مل گیا۔

الحمد للہ علےٰ ذالک

۲۔ پچیس مارچ کی شب بوقت صبح بذریعہ خواب ایک زور کی آواز سنی گئی۔ اور وہ تھی (عُمَرٌ) خلیفہ چونکہ احقر کو اس روز قریباً ۸ بجے تک بحلف عرض کرتا ہوں۔ کہ واقعات جانگداز اور امورات سوز و ساز یعنی حضرت خلیفۃ المسیح اول کی وفات کی خبر۔ اور نہ کسی اور معاملہ کی خبر ملی تھی۔ اس واسطے اس غیبی آواز کے دو معنی لئے گئے (۱) عمرہٗ خلیفہ۔ حضرت مغفور کی عمر کی ترقی۔ لیکن ۸ بجے کے بعد کارڈ پہنچا۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح صدیق ثانی عالم جاودانی کو انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

کارڈ میں جب خلافت دوم کا ذکر نہ پڑھا۔ تو دل کو بڑا صدمہ پہنچا۔ اور حیرت پر حیرت تھی۔ کہ خلافت کا قائم ہونا ضروری اور ذکر نہیں کیا معاملہ ہے اور عالم محویت میں اخبارات کی تلاش تھی۔ اور ناکامی۔ آخر اعلان ملا۔ اور دو روز بعد تب دل شکستہ کو صبر و سکون ہوا۔ اور خواب کی آواز کی صحت اور تصدیق ہو گئی۔ اور الہام حضرت امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام یعنی فضل عمر نے گل کھلا دیا۔ الحمد للہ و شکر اللہ۔

(۶)

حضرت حکیم عبد الرحمٰن صاحب کاغانی مرحوم و مغفور

۴ مارچ ۱۴ء دیکھا حضرت صاحب (یعنی حضرت خلیفہ اول) اپنی مسند پر بیٹھے ہیں۔ اور دہنی طرف میں ہوں۔ کچھ آپ نے کلام شروع کی تو میاں صاحب تشریف لے آئے۔ آپ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔ میرے تکئے اور بیٹھنے کا

سامان میاں صاحب کے نیچے بچھا دو۔ کیونکہ خلافت نبوی ہے۔

میں نے جلدی سے نمدہ اور تکئے بچھا دیئے۔ میاں صاحب ان پر بیٹھ گیا۔ اور خلیفۃ المسیح آپ کے آگے بیٹھ گئے۔ اور آپ نے اپنا ہاتھ اٹھا کر میاں صاحب کے ہاتھ میں دیا۔ اور فرمایا کہ اب تم علاج کرو۔ میاں صاحب نے ہاتھ پکڑ کر نسخہ لکھنا شروع کر دیا۔ پھر آنکھ کھل گئی۔

واللہ علیٰ ما اقول شہید

(۷)

حضرت مولوی شیر علی صاحب کا خواب

میں نے دیکھا کہ صاحبزادہ صاحب نماز پڑھا رہے ہیں۔ اور بہت سے لوگ صفیں باندھ کر ان کے پیچھے کھڑے ہیں۔ اور صاحبزادہ صاحب اونچی آواز سے اللّٰہ اکبر کہتے جاتے ہیں۔

(۸)

جناب شیخ محمد اسمٰعیل صاحب سرساوی کا رویا

میں نے ۱۳ء کے سالانہ جلسہ سے بیس پچیس دن پیشتر رویا میں دیکھا۔ کہ مفتی محمد صادق صاحب ایڈیٹر بدر کے مکان سے جانب دکن تالاب کے کنارے جو زمین ملتی ہے تمام جماعت اکٹھی ہوئی ہے۔ اور تمام جماعت نے متفق ہو کر حضرت میاں صاحب کو اپنا خلیفہ بنایا ہے مگر کچھ لوگ ہیں جنہوں نے مخالفت کی۔ اور الگ کھڑے ہوئے رہ گئے ہیں۔

پس یہ نظارہ الٰہی کیا تھا۔ مجھے تفہیم الٰہی نے اس طرف متوجہ کر دیا کہ میں خلیفہ اوّل حضرت خلیفۃ المسیح کی زندگی کے لئے دعائیں کروں۔ چنانچہ میں نے احباب کو جو قادیان کے رہنے والے ہیں۔ دعا کی طرف توجہ دلائی۔ کہ حضرت صاحب کی زندگی کے لئے دعائیں کرو۔

جو قادیان کے احباب ہیں وہ خود میری تحریر کو پڑھ کر شہادت دے سکتے ہیں کہ ہاں یہ رویا سنایا گیا تھا۔ اور قبل از وقت بتایا گیا تھا۔ بلکہ میں نے بعض احباب جو باہر سے آئے تھے ان کو بھی سنایا تھا۔ اور دعا کی طرف متوجہ کیا تھا۔ ان میں سے ایک ڈاکٹر عباد اللہ صاحب امرتسری ہیں (حال مرحوم مغفور) (یہ جو میں نے لکھا ہے سب سچ ہے) اللہ تعالےٰ پر افترا کرنے والا کبھی اچھا پھل نہیں حاصل کرتا۔

ایک اور خواب

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گھر میں مجلس قائم ہوئی ہے۔ مگر میں اور شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی مجلس کے بیچ میں بیٹھے ہوئے ہیں شیخ یعقوب علی صاحب ننگے سر ہیں مگر ان کے سر کے بال کسی خوشبودار تیل سے تر ہیں، اور بہت خوبصورت معلوم ہوتے ہیں تمام مجلس خاموش ہے۔ اور میں کھڑا ہوا ہوں اور کچھ تقریر کی۔ اور پھر حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے عرض کی۔ کہ حضور ہمیں کیوں اجازت نہیں فرما دیتے کہ ہم جناب **میاں صاحب کے ہاتھ پر بیعت کر لیں**

یہ رویا اسوقت کا ہے جب حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ گھوڑے سے گرے تھے۔ میں نے اسوقت ہی حضرت میاں صاحب کے ہاتھ پہ ہاتھ رکھ دیا تھا۔ کہ حضور میں آپ کا غلام ہوں۔

محمد اسمٰعیل سرساوی عفی عنہ

(۹)

جناب خان میر خان صاحب کابلی

مہاجر قادیان

میں نے آج رات خواب میں دیکھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح اول موجود ہیں۔ لیکن لوگوں کی بیعت یا تقاحی ان کی موجودگی میں خود لے رہے ہیں۔ اور مولوی غلام رسول پٹھان لوگوں کو آوازیں مار رہے ہیں۔ اور کہہ رہے ہیں کہ آؤ بیعت کرو۔ اور یہ الفاظ بول رہے ہیں۔ السّٰبقون السّٰبقون اولٰئک المقربون۔

یہ میں نے اتوار کی آئندہ رات کو خواب میں دیکھی یعنی ۱۵ مارچ کی آئندہ رات کو۔

(نوٹ) چونکہ خان میر صاحب کی زبان اردو نہیں۔ اس لئے ان کی عبارت افغانی طرز کی اردو میں لکھی ہوئی تھی۔ جو بجنسہٖ درج کر دی ہے۔

(۱۱)

جناب قاضی نور محمد صاحب قادیانی کا خواب

کمترین نے جن ایام میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کی تھی۔ انہی ایام میں ایک رات میں نے دعا کی کہ الٰہی مسیح موعودؑ کی اولاد سے بھی مرد کامل پیدا کر یو۔ جو ان صفات کا وارث ہو جو مسیح موعودؑ کو عطا کی گئی ہے۔

اس وقت میں نے حضرت صاحب کی ابھی کوئی تصنیف مطالعہ نہیں کی تھی۔ اس رات میں نے خواب میں حضرت صاحبزادہ حضرت میرزا محمود احمد صاحب کو مسجد مبارک کی پرانی سیڑھیوں سے اترتے ہوئے دیکھا۔ نچلے دروازہ پر کمترین کھڑا تھا۔ صاحبزادہ صاحب نے اترتے ہی مجھے فرمایا۔ اذکر اللہ۔

بیدار ہوا تو تفہیم ہوئی کہ رات کو جو دعا کی تھی۔ اس کے مصداق صاحبزادہ صاحب ہیں یہ واقعہ ۱۸۹۸ء کا ہے۔ قاضی نور محمد قادیانی

(۱۱)

جناب فقیر محمد خان پٹھان کا رویا

جس رات حضرت خلیفۃ المسیح (اوّل) فوت ہوئے۔ اسی رات میں نے بہت جوش سے دعائیں کیں۔ کہ اے اللہ تو ہی بتلا کہ تیرا کونسا آدمی خلیفہ ہوگا۔ مجھے خواب ہوا۔ اکثر حصہ تو میں بھول گیا۔ لیکن تفہیم یہ ہوئی کہ حضرت صاحبزادہ ہی خلیفہ ہوں گے۔ اور یہ آیت شریفہ میری زبان پر جاری تھی کہ بنیان مرصوص

فقیر محمد پٹھان

(۱۲)

حضرت مولوی غلام رسول صاحب راجیکی کے تین رویا

میں نے حضرت خلیفۃ المسیح کی زندگی میں دیکھا کہ ہم ایک بڑی کشتی پر سوار ہیں۔ پھر وہ کشتی کنارے آ لگی ہے۔ پھر ہمیں ایسا معلوم ہوا کہ گویا ہم نے اس کشتی سے اتر کر ایک جہاز پر سوار ہونا ہے۔ اس کے بعد میں نے ایک جہاز دیکھا۔ جو بالکل نیا ہے جس کے دیکھنے سے معلوم ہوتا تھا۔ کہ کاریگر ابھی بنا کر اترے ہیں۔ پھر ہم اس جہاز پر سب سے پہلے سوار ہوئے۔ حالانکہ ابھی اس کے چلنے میں کچھ توقف معلوم ہوتا تھا۔ اس کے متعلق سمجھایا گیا کہ کشتی حضرت خلیفہ اول تھے۔ اور نیا جہاز صاحبزادہ میاں محمود احمد صاحب ہیں۔

اس کے بعد

ایک اور رویا میں دیکھا کہ لوگ کسی نئی خلافت کیلئے انتظار کے طور پر آسمان کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ پھر دیکھتے دیکھتے ہی کیا دیکھا کہ آسمان سے ایک تاج اترا اور سیدھا حضرت صاحبزادہ میرزا محمود احمد کے سر کی طرف آیا۔ اور آپ کے سر پر رکھا گیا۔ کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اور آسمان قضا و قدر کے رو سے خدا کے نزدیک خلافت صدیقی کے بعد حضرت صاحبزادہ صاحب کی خلافت ہونے والی ہے۔

اس کے بعد

پرسوں ۲۲ مارچ کو دیکھا کہ حضرت صاحبزادہ صاحب کی نسبت کوئی کہتا ہے کہ آپ **کپتان نبوت ہیں**

خطاب بہ معاندین خلافت حقّہ

از جناب ذوالفقار علی خانصاحب گوہرؔ

افسوس ہے تجھ پہ اے منکر کیوں حق کو تو نے چھوڑا ہے ‌ ‌ ‌ محمود سے رشتہ توڑا ہے شیطاں سے رشتہ جوڑا ہے۔

ہے نور خلافت سے دوری ایمان سے قطعاً مہجوری ‌ ‌ ‌ ہے دشمن جان یہ رنجوری یہ دل کا مہلک پھوڑا ہے

یہ کبر یہ خود بینی تیری در اصل تھی بے دینی تیری ‌ ‌ ‌ اس نے ہی تیری مت پھیری اس نے ہی بھانڈا پھوڑا ہے

کیوں علم پہ اپنے نازاں ہو کیوں عقل پہ اپنے شاداں ہو ‌ ‌ ‌ کیا ہم ہی عاقل تھوڑے ہیں کیا ہم ہی علم کا توڑا ہے

تم رشد و سعادت کھو بیٹھے آغوش عدو میں ہو بیٹھے ‌ ‌ ‌ اب خالی ہاتھ رہو بیٹھے کیوں دولت سے منہ موڑا ہے

جو علم کی پگڑی ہے سر پہ وہ جہل کی گٹھڑی ہے گوہرؔ ‌ ‌ ‌ وہ نکلا اک لڈو ٹٹو ہم جس کو سمجھے گھوڑا ہے۔

کسی نے ثانیِ شیطاں بتادیا مجھ کو ۞ کسی نے لے کے فرشتہ بنادیا مجھ کو
نہ اس کے بغض نے پیچھے ہٹا دیا مجھ کو ۞ نہ اس کے پیار نے آگے بڑھا دیا مجھ کو
یہ دونو میری حقیقت سے دور ہیں محمود ۞ خدا نے تھا جو بنانا بنا دیا مجھ کو

اللہ تعالےٰ انسانوں کے قلوب پر جب کسی فرستادہ کی ظلی حکومت قائم کرنا چاہتا ہے۔ تو اس کو اپنی جلالی اور جمالی صفات کا مظہر بنا دیتا ہے۔ جمال جاذب عشق الٰہی اور جلال قاتلِ شیطان ہے۔ اس لئے جب تک جمال کے ساتھ جلال شامل نہ ہو۔ حقیقی ایمان کی لہر پیدا نہیں ہوسکتی۔ انبیائے کرام علیہم السلام کے سوانح حیات میں دونو قسم کی صفات کا ظہور ہوتا ہے۔ گو مقتضائے زمانہ سے ایک پہلو دوسرے پہلو سے زیادہ نمایاں نظر آئے۔ چونکہ انبیاء کے خلفاء بھی اسی مقصد کے لئے آتے ہیں۔ کہ انبیاء کے شروع کئے ہوئے کاموں کو جاری رکھیں۔ اس لئے اللہ تعالےٰ خلفاء کے کارناموں میں بھی جلالی اور جمالی شان پیدا کر دیتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے بعد اللہ تعالےٰ نے اپنی سنتِ قدیمہ کے مطابق جماعت احمدیہ میں سلسلۂ خلافت قائم کیا۔ چنانچہ حضرت اقدس حکیم نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ پہلے خلیفہ ہوئے۔ حضور کے تقرر پر منافقین نے یہ خیال کیا۔ کہ حضور کی نرم دلی سے فائدہ اُٹھایا جا سکتا ہے۔ چنانچہ انہوں نے تفرقہ پیدا کرنے کے لئے حق خلافت کی بحث چھیڑ دی۔ کہ حق کسی کا تھا۔ اور مل گیا کسی کو۔ اور یہاں تک کہہ دیا۔ کہ انجمن نے خلیفہ بنایا ہے۔ اور وہ جب چاہے اُسے معزول کر سکتی ہے۔ اُن کی فریب خوردہ آنکھ نے حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے اخلاق فاضلہ کے جمالی پہلو کو غلط روشنی میں دیکھا۔ اور حضور کے مقام کا صحیح اندازہ لگایا۔ اس لئے جب حضور نے مندرجہ ذیل جلالی الفاظ میں اپنی شان کا اظہار فرمایا۔ کہ

”میں نے تمہیں بارہا کہا ہے۔ اور قرآن مجید سے دکھایا ہے کہ خلیفہ بنانا انسان کا کام نہیں۔ بلکہ خدا تعالےٰ کا کام ہے ...... پس اگر کوئی مجھ پر اعتراض کرے۔ اور وہ اعتراض کرنے والا فرشتہ بھی ہو۔ تو میں اُسے کہہ دوں گا کہ۔ آدم کی خلافت کے سامنے مسجود ہو جاؤ۔ تو بہتر ہے اور اگر وہ اِبیٰ اور استکبار کو اپنا شعار بنا کر ابلیس بنتا ہے۔ تو پھر یاد رکھے کہ ابلیس کو آدم کی مخالفت نے کیا پھل دیا۔ ...... اور اگر کوئی کہے کہ انجمن نے خلیفہ بنایا ہے۔ تو وہ جھوٹا ہے اس قسم کے خیالات ہلاکت کی حد تک پہنچاتے ہیں۔ تم ان سے بچو۔ پھر سن لو کہ مجھے نہ کسی انسان نے۔ نہ کسی انجمن نے خلیفہ بنایا۔ اور نہ میں کسی انجمن کو اس قابل سمجھتا ہوں۔ کہ وہ خلیفہ بنائے۔ پس مجھ کو نہ کسی انجمن نے بنایا۔ اور نہ میں اس کے بنانے کی قدر کرتا۔ اور اس کے چھوڑ دینے پر تھوکتا بھی نہیں۔ اور نہ اب کسی میں طاقت ہے۔ کہ وہ اس خلافت کی ردا کو مجھ سے چھین لے۔“

تو اس دل ہلا دینے والی تقریر کو سن کر ان کے چہرے زرد ہو گئے۔ اور اُن کے فتنے کا طوفان جھاگ کی طرح بیٹھ گیا۔

حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی وفات حسرت آیات کے موقع پر لوگوں کے چہرہ پر ہوائیاں اُڑنے لگیں۔ اور کچھ سمجھ میں نہ آتا تھا کہ جماعت احمدیہ کی کشتی کا کون نگہبان ہوگا۔

مدبرین کی نگاہیں چاروں طرف دوڑتی تھیں۔ لیکن کوئی ایسا آدمی آنکھوں میں نہ جچتا تھا جس کے متعلق یہ امید کی جاسکے کہ وہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی قیادت کے فرض کو اپنے کندھوں پر اٹھانے کا۔ دل مضطرب تھے۔ جسم درماندہ تھے۔ ہمتوں کی کمر ٹوٹ چکی تھی۔ کہ یکایک عنایت الٰہی نے دستگیری کی۔ اور حضرت فضلِ عمر بشیر الدین محمود احمدؑ فداہ نفسی کو سریر خلافت پر متمکن کر دیا۔

یہ اللہ تعالےٰ کا انتخاب تھا جس کے آگے ملائکہ صفت انسانوں نے گردن تسلیم خم کر دی۔ لیکن معترضین کو اس میں ہزاروں خامیاں نظر آئیں۔ کیونکہ ان کی عقل ماضی اور حال کے گرداب میں مبتلا تھی۔ اور انہیں اللہ تعالےٰ کے قادر مطلق اور عالم الغیب ہونے پر یقین نہیں تھا۔ ورنہ کوئی وجہ نہ تھی کہ وہ اپنی قابلیتوں کے سراب پر قانع اور کبر و نخوت کے نشے میں مست ہو کر اللہ تعالےٰ کے نور کا انکار کر دیتے۔ بہر حال جماعت کے ایک طبقہ نے برکات خلافت سے بہرہ اندوز ہونے سے اعراض کیا۔ اور اپنی تمام کوششوں کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی مخالفت میں وقف کر دیا۔ خدا تعالےٰ اپنی توحید کے اظہار کے لئے ہمیشہ ایسے لوگوں سے کام لیا کرتا ہے جن کو دنیا نالائق اور ضعیف سمجھتی ہے غیر مبایعین بھی اپنے زعم میں جماعت احمدیہ کے ستون بنے بیٹھے تھے۔ اور ان کا خیال تھا۔ کہ جب وہ نکل جائیں گے تو احمدیت کی چھت دھڑام سے نیچے آرہے گی۔ اور مخالفین گدھوں اور چیلوں کی طرح حملہ کرکے افرادِ جماعت کی تکا بوٹی کر دیں گے ہاں یہ سب کچھ ممکن تھا۔ اگر الٰہی سلسلوں کی ترقی کا انحصار انسانوں پر ہوتا۔ لیکن جس خدا نے اپنے ہاتھوں سے احمدیت کے پودے کو لگایا تھا۔ اُسی نے اس کی حفاظت کا کام بھی اپنے ہی ذمہ رکھا ہے۔ وہی علیم و خبیر ہستی۔ اس شجرۂ طیبہ کی آبیاری اور نشو و نما کی ضامن ہے۔ باغبان بدل سکتے ہیں۔ لیکن نخلِ راستی کی ترقی نہیں رک سکتی۔ خدا تعالےٰ کا فیصلہ ہے کہ جو شخص اس درخت پر وار کرے گا۔ وہ وار الٹ کر خود اسی پر پڑے گا۔ چنانچہ جب غیر مبایعین نے علی الاعلان جماعت احمدیہ اور خلافت محمود کی مخالفت شروع کی۔ تو خدا تعالےٰ نے اپنے خلیفہ سے وعدہ کیا کہ لَیُمَزِّقَنَّهُمْ۔ یعنی اللہ تعالےٰ یقیناً ان کے منصوبوں کو پاش پاش کر دے گا۔ اور دشمنوں کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے اپنی قدرتِ کاملہ کا نظارہ دنیا کو دکھائے گا۔ اس الہام کے ماتحت حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز

کی ہر ایک کامیابی معاندین سلسلہ کو سانپ کیطرح ڈستی ہے۔۔اور اللہ تعالے کا جلال ظاہر ہوتا ہے۔

حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی حیات طیبہ حسن و احسان کے لحاظ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کمالات کی نظیر ہے۔ یوں تو حضور کی خوبیوں کا مطالعہ بیسیوں نقطہ ہائے نگاہ سے کیا جاسکتا ہے۔ اور حضور ہر زاویہ سے نورٌعلیٰ نور نظر آتے ہیں۔ لیکن اس مختصر سے مضمون میں اجمالی طور پر صرف جلالی پہلو پر روشنی ڈالنا مقصود ہے۔ اس لئے میں حضور کے سوانح میں سے چند ایسے امور پر اکتفا کروں گا۔ جن کا تعلق براہِ راست میرے موضوع سے ہے۔ وماتوفیقی الا باللہ۔

حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے خطبات حضور کی قلبی کیفیات کا آئینہ ہیں۔ خطبات کے عمیق معانی پر غور کرنے سے اس حقیقت کا بیّن طور پر انکشاف ہوتا ہے۔ کہ حضور اللہ تعالےٰ کے عشق میں مخمور اور اس کی محبت میں محو ہیں۔ اور حضور کو تکوین کا درجہ حاصل ہے۔ اس لئے جو کچھ حضور کی زبانِ مبارک سے نکلتا ہے۔ اس کے پیچھے روح القدس کی تائید ہوتی ہے۔ بسا اوقات حضور کے خطبات میں الہامی رنگ پایا جاتا ہے۔ اور ہر ایک فقرہ اس طور پر اسرار روحانیت کی نقاب کشائی کرتا ہے۔ کہ سامعین اپنے تئیں ایک اور ہی دنیا میں پاتے ہیں۔ جہاں اللہ تعالےٰ کی صفات کا جلوہ عریاں شکل میں نظر آتا ہے۔ الفاظ بجلی کی طرح دل پر گرتے ہیں۔ اور رُوح ایک عجیب پُرکیف سرور سے لبریز ہو جاتی ہے۔ اس وقت ہر ایک انسان محسوس کرتا ہے۔ کہ بولنے والے کی زبان بنسری ہے جس سے اللہ تعالےٰ کی آواز نکل رہی ہے۔ حضور کی تقریر میں قوت اثر شوکت اور جلال ہوتا ہے جس کے لئے عام مقررین کی طرح حضور کو ہاتھوں سے اشارے کرنے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ حضور کے کلام میں اللہ تعالےٰ کے جلال کا عکس ہوتا ہے۔ اس لئے جب مخالفین کی سزادہی کے لئے حضور کچھ فرماتے ہیں۔ تو اللہ تعالےٰ کی غیرت اُسے پورا کرکے دکھا دیتی ہے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے ؂

بعد از خدا بعشقِ محمدؐ مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بھی کئی مرتبہ اس شعر کے ذریعہ اپنے عشق کا اظہار فرمایا ہے۔ اور سچ تو یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کے بعد حضور کو سب سے زیادہ غیرت حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کے لئے ہی ہے۔ احرار نے جب جماعت احمدیہ اور اس کے امام پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک کا الزام لگایا۔ تو حضور کی غیرت جوش میں آئی۔ اور حضور نے کھلے الفاظ میں اعلان کیا کہ اگر احرار نیک نیتی سے اس یقین پر قائم ہیں۔ تو آئیں ہم سے مباہلہ کرلیں۔ خدا تعالےٰ خود فیصلہ کردے گا۔ کہ کون گروہ حقیقی طور پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کرتا ہے لیکن احراریوں کو میدان مباہلہ میں آنے کی جرأت نہ ہوئی۔ اور انہوں نے اس چیلنج کو نامعقول عذر پیش کرکے ٹال دیا۔ کیونکہ چیلنج قبول کرنے کی صورت میں انہیں موت اپنا مہیب منہ کھولے ہوئے نظر آتی تھی۔

اسی طرح جب احراریوں نے انتہائی بے حیائی سے کام لیتے ہوئے یہ افتراء پردازی کی۔ کہ احمدیہ جماعت قادیان کی تعظیم میں اسقدر غلو کرتی ہے۔ کہ اگر خانۂ کعبہ کی اینٹ سے اینٹ بجا دی جائے تو بھی مرزائی لوگ اس کی کوئی پرواہ نہیں کرینگے بلکہ خوش ہوں گے۔ تو اس پر حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فرمایا۔ "اس کے جواب میں بھی میں کہتا ہوں۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین خانہ کعبہ کی اینٹ سے اینٹ بجانا تو الگ رہی۔ ہم تو یہ بھی پسند نہیں کرسکتے کہ خانہ الکعبہ کی کسی اینٹ کو کوئی شخص بدنیتی سے اپنی انگلی بھی لگائے اور ہمارے مکانات کھڑے رہیں"

"خدا شاہد ہے خانۂ کعبہ ہمیں قادیان سے بدرجہا زیادہ محبوب ہے۔ ہم اللہ تعالےٰ سے اس کی پناہ چاہتے ہیں۔ اور ہم سمجھتے ہیں کہ خدا وہ دن نہیں لاسکتا۔ لیکن اگر خدانخواستہ کبھی وہ دن آئے کہ خانۂ کعبہ بھی خطرہ میں ہو۔ اور قادیان بھی خطرہ میں ہو۔ اور دونوں میں سے ایک کو بچایا جاسکتا ہو تو ہم ایک منٹ بھی اس مسئلہ پر غور نہیں کریں گے کہ کس کو بچایا جائے بلکہ بغیر سوچے کہہ دیں گے۔ کہ خانۂ کعبہ کو بچانا ہمارا اولین فرض ہے۔ پس قادیان کو ہمیں خدا تعالےٰ کے حوالہ کردینا چاہیئے"

"مکہ وہ مقدس مقام ہے جس میں وہ گھر ہے جسے خدا نے اپنا گھر قرار دیا۔ اور مدینہ وہ بابرکت مقام ہے جس میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری گھر تھا جس کی گلیوں میں آپؐ چلے پھرے اور جس کی مسجد میں اس مقدس نبیؐ نے جو نبیوں سے کامل نبی تھا۔ اور سب نبیوں سے زیادہ خدا کا محبوب تھا نمازیں پڑھیں اور اللہ تعالےٰ کے حضور دعائیں کیں۔ اور قادیان وہ مقدس مقام ہے جس میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صفاتِ مقدسہ کا خدا تعالےٰ نے دوبارہ حضرت مرزا صاحب کی صورت میں نزول کیا۔ یہ مقدس ہے باقی سب دنیا سے مگر تابع ہے مکۂ معظمہ اور مدینۂ منورہ کے"

"ہم ان مقامات کو مقدس ترین مقامات سمجھتے ہیں۔ ہم ان مقامات کو خدا تعالےٰ کے جلال کے ظہور کی جگہ سمجھتے ہیں۔ اور ہم اپنی عزیز ترین چیزوں کو ان کی حفاظت کے لئے قربان کرنا سعادتِ دارین سمجھتے ہیں۔ اور ہم یقین رکھتے ہیں کہ جو شخص ترچھی نگاہ سے مکہ کی طرف ایک دفعہ بھی دیکھے گا خدا اس شخص کو اندھا کردے گا۔ اور اگر خدا تعالےٰ نے کبھی یہ کام انسانوں سے لیا تو جو ہاتھ اس بدبین آنکھ کو پھوڑنے کے لئے آگے بڑھیں گے ان میں ہمارا ہاتھ خدا کے فضل سے سب سے آگے ہوگا"

یہ جواب ایسا دندان شکن تھا کہ مخالفین کے لئے ان بیہودہ اور بےبنیاد اعتراضات کو دہرانے کی گنجائش نہ رہی۔

حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عشق کا محض دعوےٰ ہی نہیں کیا۔ بلکہ عملی طور پر ثابت بھی کردیا کہ جو بات حضور کی زبان پر ہے وہی ان کے دل میں ہے۔ اور وہی اُن کے اعمال میں ظاہر ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر جب ایک دریدہ دہن شخص راجپال نامی نے ایک، نہایت دل آزار کتاب تصنیف کی جس کا مقصد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین تھا۔ تو حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے جس رنگ میں ایسے مصنفین کے خلاف قدم اُٹھایا۔ وہ اپنی نظیر آپ ہے۔ حضور نے پبلک پر اس امر کو واضح کیا کہ ایسے ننگِ شرافت انسانوں کا قتل اس قسم کے فتنوں کا مستقل سدباب نہیں کرسکتا۔ کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کی ہتک . . . . ایک شخص کے خون سے نہیں دھوئی جاسکتی۔ بانیانِ مذاہب کی عزت کو محفوظ کرنے کا ایک ہی طریق ہے۔ اور وہ یہ کہ جہاں تمام لوگ بلاتفریق مذہب توہین کرنے والے شخص کو ملامت کریں۔ وہاں وہ ایک دوسرے کے بزرگوں کا ادب و احترام کرنا بھی سیکھیں۔ اور مذہبی رواداری کی ایک ایسی فضا قائم کریں۔ جس میں بدباطنوں کو ائمۂ مذاہب کے خلاف زبانِ طعن دراز کرنے کی جرأت نہ ہوسکے۔ چنانچہ اس سکیم کے ماتحت حضور نے ۲۴ جولائی ۱۹۲۷ء

کو سیرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے جلسوں کی بنیاد رکھی جس میں مختلف مذاہب کے معززین کو ایک ہی پلیٹ فارم سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس سوانح حیات بیان کرنے کی دعوت دی آج اس واقعہ کو دس سال گذر چکے ہیں۔ اور ہر سال اس قسم کے جلسے دنیا کے طول وعرض میں جماعت احمدیہ کے زیر اہتمام منعقد کئے جاتے ہیں جن میں ہر مذہب وملت کے شرفاء رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کرتے ہیں۔ اور ہزاروں نعتیہ آوازیں دنیا کے کناروں میں گونجتی ہیں۔ گویا راجپال کی آواز کو مٹا کر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے اپنے آقائے نامدار کی تعریف وتوصیف میں بلند ہونے والوں نعروں کو فضائے عالم میں قائم کر دیا ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عاشق ہیں اور حضور ایک سیکنڈ کے لئے بھی برداشت نہیں کر سکتے کہ دنیا کا کوئی متنفس ان کی شان ارفع واعلیٰ کے خلاف لب ہلائے حضور اس معاملہ میں حد درجہ حساس واقع ہوئے ہیں۔ چنانچہ ایک دفعہ روزنامہ "انقلاب" نے بچہ سقہ کے متعلق دعوئے رسالت کی خبر "قادیانی سنت کی پیروی" کے عنوان سے شائع کی۔ حضور نے اس موقعہ پر ایک خطبہ پڑھا جس میں فرمایا۔ "ہمارے مقتدار نے جس طرح آریوں ہندوؤں اور عیسائیوں کے متعلق فرمایا ہے کہ اگر وہ ہمارے رسول کو گالیاں دیں گے اور بد زبانی کریں گے۔ تو ہم جنگل کے درندوں اور زمین کے سانپوں سے صلح کر لیں گے مگر ان سے نہ کریں گے۔ اسی طرح میں غیر احمدیوں سے کہتا ہوں۔ اگر وہ ہمارے مقتداء کے متعلق طعن وتشنیع سے کام لیں گے۔ اور غیر شریفانہ رویہ نہ چھوڑیں گے تو ہم سانپوں اور درندوں سے صلح کر لیں گے۔ مگر ان سے نہیں کرینگے۔ اگر ہماری تمام قربانیوں اور تمام مقدمات کا یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ وہ لوگ جو اتحاد کے دعوے دار ہیں۔ اور جو اتحاد کی تلقین کرتے رہتے ہیں۔ وہ بھی ہمارے مقتداء پر ہنسی اور تمسخر کریں۔ اور وہ اتنا بھی محسوس نہیں کر سکتے کہ ان کی ایسی باتوں کا ہم پر کیا اثر پڑ سکتا ہے۔ تو ہماری ان کے ساتھ قطعاً صلح نہیں ہو سکتی۔

جب احراریوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان کے خلاف نہایت ہی گندہ اور ناپاک لٹریچر تقسیم کیا۔ اور حکومت نے جماعت احمدیہ کی صدائے احتجاج کی چنداں پرواہ نہ کی تو حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا "ہمیں جوش آتا ہے اور آئیگا۔ مگر دل میں ہی رہے گا۔ ہمیں غیرت آئے گی مگر وہ ظاہر نہ ہوگی ہمارے قلوب ٹکڑے ٹکڑے ہوں گے مگر زبانیں خاموش رہیں گی۔ ہاں ایک اور ہستی ہے جو خاموش نہ رہے گی وہ بدلا لے گی اور ضرور لے گی۔ حکومتوں سے بھی اور افراد سے بھی۔ کوئی بڑے سے بڑا افسر۔ کوئی بڑے سے بڑا لیڈر کوئی بڑے سے بڑا جتھا۔ اور کوئی بڑی سے بڑی حکومت۔ اس کی گرفت سے بچ نہ سکے گی۔ حکومت انگریزی بہت بڑی اور طاقتور حکومت ہے مگر جو اس کے غدار اور قدر ناشناس حاکم ہیں انہیں وہ خدا کی گرفت سے نہیں بچا سکتی۔ وہ ایسے حکام کو بم کے گولوں سے بچانے کا انتظام کر سکتی ہے۔ اور وہ احمدیوں نے چلانے نہیں۔ مگر ہیضہ۔ تو نیچ اور طاعون کے حملہ سے وہ کسی کو نہیں بچا سکتی، اور نہ کوئی اور طاقت ہے جو خدا کی گرفت سے بچا سکے۔ اگر یہی حالت جاری رہی۔ اور کسی دن بد دعا نکل گئی۔ تو حکومت دیکھ لے گی کہ اپنے تمام سامانوں اور اپنی تمام حفاظتوں کے باوجود ان کو نہ بچا سکے گی ہمارا خدا ظلم اور ناانصافی کرنے والوں کو دیکھ رہا ہے۔ وہ ہمارے زخمی قلوب اور ان میں جو جذبات ہیں ان کو دیکھتا ہے۔ پھر ہمارے صبر کو دیکھتا ہے۔ آخر وہ ایک دن اپنا فیصلہ نافذ کرے گا۔ اور پھر دنیا دیکھے گی۔ کہ کیا کچھ رونما ہوتا ہے"۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے نزدیک احمدیت ہی حقیقی اسلام ہے۔ اس لئے وہ احمدیت یا اسلام کو مخالفین کے حملوں سے بچانے کے لئے جو طریق عمل

بحضور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

مولوی محمد صدیق صاحب مبلغ تحریک جدید قاہرہ کی قلم سے

اے امیر المومنین اے مظہر ربّ الورےٰ
اے نظیر حسن واحسان مسیحائے زماں
اے شہ اسلام اے روح روان احمدی
اے میرے پیارے مسیحا کی صداقت کے نشاں
دل تڑپ جاتے ہیں تیری اک ادائے ناز پر
مسلم خوابیدہ ہو بیدار ہے یہ تیرا کام
تیری آنکھوں سے ٹپکتا ہے جلالِ حیدری
موجب رحمت ہے قوموں کے لئے تیرا وجود
تیرا سینہ معرفت کے نور سے معمور ہے
اے کہ ہوتی ہے فلک پر آج ثنوائی تری
اے میرے پیارے امام اے غیرت ماہ تمام
ایک مدت سے ہوں میں تیرے کرم کا منتظر
مجھ سے ہے وہ مالک ہر دو سرا روٹھا ہوا
ظلمتوں سے اک سیاہ خانہ بنا ہے دل مرا
رحم کی مجھ پر نظر ہو رحم کے قابل ہوں میں
کشتِ دل سیراب ہو اس چشمۂ عرفان سے

اے کہ تو ہے ناخدائے کشتیٔ دین خدا
اے کہ روشن ہے تجھی سے آج روحانی سماں
ہے ترے دم سے ہی تابندہ جہان احمدی
زندگی ہے مردہ روحوں کے لئے تیری زباں
آج مفتوں ہے عدو بھی تیرے ہر انداز پر
فکر دامنگیر ہے تجھ کو اسی کی صبح وشام
رافضی ہیں دم بخود پیشِ کمالِ حیدری
جز وصالِ تو وصالِ یار دو امکان بود
تو مئے علمِ الٰہیات سے مخمور ہے
ہم کلامی نور بن کر تجھ پہ ہے چھائی ہوئی
داستاں میری بھی کچھ سن لے کہ ہوں تیرا غلام
ہو خدا کے واسطے اب اس طرف بھی اک نظر
بحرِ عصیاں میں ہوں اک مدت سے میں ڈوبا ہوا
سوزِ غم سے جل کے ویرانہ بنا ہے دل مرا
با زبانِ بے زبانی روز وشب سائل ہوں میں
جسکے ساقی ہو جناب حضرت رحمان سے

ایک ساغر ہو عطا صدیق کو بہرِ خدا
اے سرورِ جان ودلم امّی ابی بر تو فدا

اختیار کرتے ہیں۔ اس کی تفصیلات میں عالی ہمتی۔ اولوالعزمی اور وقار پایا جاتا ہے۔ چنانچہ حضور نے دنیا کے گوشے گوشے میں احمدیہ مشن قائم کئے ہیں۔ اور جہاں کہیں دشمن قلعۂ اسلام کی دیوار کو نقصان پہنچانے کا ارادہ کرتا ہے۔ حضور اپنی جان نثار فوجوں کو مقابلے کے لئے روانہ کر دیتے ہیں۔ فتنہ ارتداد کا ازالہ جس خوش اسلوبی سے حضور حضور اسلام کے فتح نصیب جرنیل ہیں۔ اور کوئی میدان ایسا نہیں جس میں مقابلہ کے وقت میں شیطان دم دبا کر بھاگ نہ گیا ہو۔

جب احرار نے حمایت اسلام کے بلند بانگ دعاوی سے آسمان سر پر اٹھالیا۔ تو حضور نے اتمام حجت کے طور پر اُن کو یوں مخاطب کیا۔

"اگر احرار یہ سمجھتے ہیں کہ وہ اسلام کا درد اپنے سینے میں ہم سے زیادہ رکھتے ہیں۔ تو آئیں اور ہم سے قربانیوں میں مقابلہ کرلیں۔ وہ بھی مالی قربانی کریں اور ہم بھی مالی قربانی کرتے ہیں وہ بھی جانی قربانی کریں۔ اور ہم بھی جانی قربانیاں کرتے ہیں۔ پھر دیکھتے ہیں کہ کون اس مقابلہ میں فائق رہتا ہے۔ ہمارے آدمی ہمیشہ اپنے مال قربان کرتے چلے آئے ہیں۔ اور کرتے چلے جائیں گے۔ اسی طرح ہمارے آدمی جانی قربانیاں بھی کرتے ہیں۔ وہ اپنی بیویوں اور بچوں کو چھوڑ کر اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے ممالک غیر میں نکل جاتے ہیں۔ احراری آٹھ کروڑ مسلمانان ہند کے نمائندہ ہونے کا دعوےٰ کرتے ہیں۔ لیکن یاد رکھیں اگر وہ اس مقابلہ پر آئے تو ہمارا پچیس ہزار بھی انشاءاللہ ان سے ہر قسم کی قربانی میں بڑھ کر رہے گا۔ اور اگر وہ اس مقابلہ میں ہم سے بڑھ جائیں تو پھر ہم جھوٹے ہوں گے"

آئندہ واقعات نے بتا دیا کہ مقابلہ میں بڑھنا تو درکنار مقابلے کے تصور سے ہی اُن پر رعشہ طاری ہوگیا۔ خدا تعالےٰ کے محبوب اپنے خالق کی گود میں ہوتے ہیں۔ اس لئے انہیں دنیا کی دھمکیاں خائف نہیں کرسکتیں۔ حضور فرماتے ہیں:-

"ہم کیا ہیں ہم وہی ہیں جن کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمایا ؎

دینِ حق بیمار و بیکس ہمچو زین العابدین

لیکن ایک ساعت کے لئے ایک منٹ کے لئے ایک لحظہ کے لئے بھی ہم میں سے ہر وہ شخص جو ذرہ بھر بھی ایمان رکھتا ہو۔ اور حضرت مسیح موعود کے دعوےٰ پر غور کرکے اس نے اللہ تعالےٰ کے نور کو دیکھا ہو یہ خیال نہیں کرسکتا کہ ان طاقتوں کا نتیجہ ہمارے لئے کچھ بھی برا ہوسکتا ہے۔ یہ ساری طاقتیں اگر مل جائیں۔ اور ان میں دنیا کی اور نامور طاقتیں شامل ہوجائیں تو اتنا بھی نقصان نہیں پہنچا سکتیں۔ جتنی مکھی کی بھنبھناہٹ پہنچا سکتی ہے۔ یہ سب کے سب خوش ہیں کہ ہم نے ایک طاقت جمع کرلی ہے۔ اور ہم بھی خوش ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ اس طاقت کو توڑنے کے سامان جمع کر رہا ہے۔ وہ زور لگا رہے ہیں۔ کہ ہم اپنے تمام منصوبوں کے ساتھ جماعت احمدیہ کو مٹا دیں۔ اور ہم خوش ہو رہے ہیں۔ کہ وہ مخفی اور پوشیدہ طاقتیں جن کے کچلنے کا ہمارے پاس کوئی سامان نہ تھا۔ اللہ تعالےٰ انہیں ہمارے لئے ظاہر کر رہا ہے۔ تا ثابت کرے کہ یہ سلسلہ میرا قائم کردہ ہے"

یہ الفاظ ان ایام میں کہے گئے۔ جب جماعت احمدیہ فتنوں میں اسطرح گھری ہوئی تھی جس طرح مغز بادام کے چھلکے میں۔ ہر غیر متعصب محقق اس نتیجے پر پہنچے بغیر نہیں رہ سکتا کہ یقین کی اس عظیم الشان فصیل کے پیچھے اللہ تعالےٰ کی قادرانہ تجلی چھپی ہوئی تھی۔ اور اسی کے جلال کی شعاعیں حوادث کی ظلمت کو چیر کر مومنوں کے دلوں پر سکینت بنکر نازل ہو رہی تھیں۔ ورنہ مصیبت کے مقابلے میں یہ عزم انسان کو ورطۂ تحیر میں ڈالنے کے لئے کافی ہے۔

حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے جلال کا تکیہ اللہ تعالےٰ کے جلال پر ہوتا ہے۔ اسی لئے حضور کے منہ سے نکلے ہوئے کلمات مجنونانہ بڑ نہیں بلکہ حکیمانہ پیشگوئی ہوتے ہیں۔ ۲۴ مئی ۱۹۳۵ء کو ایک طرف اعدائے جماعت کی مخالفت پورے زوروں پر تھی۔ آتش معاندت کے شعلے اپنی پوری حدت سے بھڑک رہے تھے اور دوسری طرف حضور پر نور کے توکل کا سورج نصف النہار پر آیا ہوا تھا۔ کہ اللہ تعالےٰ کے محبوب کے ہونٹوں میں حرکت پیدا ہوئی۔ اور حضور یوں گویا ہوئے:-

"دنیوی لوگ کہا کرتے ہیں کہ جب سارے لوگ مخالف ہوجائیں۔ تو اس وقت نرم ہوجانا چاہئیے۔ ہمارے خیرخواہ مسلمانوں میں سے بعض اور دوسری قوموں میں سے بھی کئی دفعہ مجھے کہلوا چکے ہیں۔ کہ شدید مخالفت کے ایام میں خاموش ہوں۔ مگر مجھے مداہنت کی ضرورت نہیں۔ میں تمام مخالفوں اور ان کے ہمنواؤں کو حضرت نوح علیہ السلام کے الفاظ میں ہی کہتا ہوں۔ تم سارے مل جاؤ۔ اور اپنی تمام تدابیر احمدیت کو کچلنے کے لئے اختیار کرو۔ قادیان کے ان منافقوں کو بھی اپنے ساتھ ملالو۔ جو کھلم کھلا تمہاری تائید کر رہے ہیں۔ اور ان منافقوں کو بھی اپنے ساتھ شامل کرلو جو نمازیں پڑھتے۔ روزے رکھتے اور جماعت کے دیگر کاموں میں حصہ لیتے ہیں۔ مگر اپنی پرائیوٹ مجلسوں میں سلسلہ کے نظام پر ہنسی اڑاتے۔ اور اس کی تحقیر و تذلیل کرتے ہیں۔ تم سارے مل جاؤ۔ اور دن رات منصوبے کرو۔ اور اپنے . . . . منصوبوں کو کمال تک پہنچا دو۔ اور اپنی ساری طاقتیں جمع کرکے احمدیت کو مٹانے کے لئے تل جاؤ۔ پھر بھی یاد رکھو تم سب کے سب ذلیل اور رسوا ہوکر مٹی میں مل جاؤگے۔ تباہ اور برباد ہوجاؤگے۔ اور خدا مجھے اور میری جماعت کو فتح دے گا۔ کیونکہ خدا نے جس راستہ پر مجھے کھڑا کیا ہے وہ فتح کا راستہ ہے۔ جو تعلیم مجھے دی ہے وہ کامیابی تک پہنچانے والی ہے۔ اور جن ذرائع کے اختیار کرنے کی اس نے مجھے توفیق دی ہے وہ کامیاب و بامراد کرنے والے ہیں۔ اس کے مقابلہ میں زمین ہمارے دشمنوں کے پاؤں کے نیچے سے نکل رہی ہے اور میں ان کی شکست کو ان کے قریب آتے دیکھ رہا ہوں۔ وہ جتنے زیادہ منصوبے کرتے اور اپنی کامیابی کے نعرے لگاتے ہیں۔ اتنی ہی نمایاں مجھے ان کی موت دکھائی دیتی ہے"

چنانچہ چند ہفتے ہی گذرنے پائے تھے۔ کہ پنجاب کے سکھوں نے مسجد شہید گنج لاہور کو مسمار کرکے احراریوں کے تکبر کا جنازہ منوں مٹی کے نیچے دفن کردیا۔ فاعتبروا یااولی الابصار

اسلام کی جو قدر حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی نگاہوں میں ہے اسکا کسی قدر اندازہ مندرجہ ذیل اقتباس سے لگایا جاسکتا ہے۔

"کوئی بھی موقعہ ہو ہم اسلام سے باہر نہیں جاسکتے۔ اسلام ہی ہمارا اوڑھنا ہے۔ اور اسلام ہی ہمارا بچھونا ہے۔ اور اسلام ہی ہماری غذا اور ہماری راحت و آرام کا ذریعہ ہے۔ جیسے مچھلی پانی کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتی۔ ہم اسلام کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتے"

اللہ تعالےٰ کے انبیاء اور خلفاء کی بعثت کی غرض یہ ہوتی ہے۔ کہ ازلی صداقت کو دنیا میں قائم کیا جائے۔ اور اس مقصد کے لئے بڑی سے بڑی قربانی سے دریغ نہیں کیا جاسکتا۔ یہ وہ امانت ہے جس کی حفاظت کے لئے انبیائے کرام اپنی قیمتی جانوں کو ہتھیلی پر رکھ کر مصروف عمل رہے۔ حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز زمانہ حال میں صداقتِ ربانی کے سب سے بڑے علمبردار ہیں۔ حضور نے اپنی جماعت کے ہاتھ میں صرف ایک ہی ہتھیار

دیا ہے۔ اور وہ سچائی کی تلوار ہے۔ حضور صداقت کی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں :۔

" جو صداقت کے نمائندہ ہیں (یعنی انبیاء کرام) ان کے سوا باقی تمام انسان اگر ابتدائے عالم سے لے کر قیامت تک تباہ کر دیئے جائیں۔ تو سچائی کے مقابلہ میں وہ اتنا وزن بھی نہیں رکھتے۔ جتنا ایک من وزن کے مقابلہ میں چنے کا ایک دانہ حیثیت رکھتا ہے۔ یہ زمین یہ آسمان یہ سورج یہ چاند یہ ستارے یہ سیارے اور قسم قسم کی اشیاء جو خدا تعالیٰ نے پیدا کیں یہ سب سچائی کے مقابلہ میں کچھ حقیقت نہیں رکھتیں۔"

" پھر فرماتے ہیں میں ایک عرصہ سے تم میں سے وہ لوگ جن کی آنکھیں ہیں انہیں دکھا رہا ہوں۔ جن کے کان ہیں انہیں سنا رہا ہوں۔ اور جن کی حس ہے انہیں محسوس کرا رہا ہوں۔ کہ سلسلہ کے قیام یا اس کی زندگی کے قیام کے مقابلہ میں منافق تو کیا خود تمہاری جانوں کی بھی پرواہ نہیں کی جاسکتی۔ بلکہ جس طرح کتے کی سڑی ہوئی لاش پھینک دی جاتی ہے۔ اسی طرح اگر تم صداقت کے مقابلہ میں آجاؤ۔ تو تمہیں پھینک دیا جائے گا۔ بلکہ سڑے ہوئے کتے کی لاش پھینکتے ہوئے بھی رحم آسکتا ہے۔ لیکن اگر تم صداقت کے مقابلہ میں کھڑے ہو جاؤ۔ تو تم سڑے ہوئے کتے کی لاش جتنی بھی حیثیت نہیں رکھو گے۔ اور فوراً سلسلہ سے منقطع کر دیئے جاؤ گے۔"

یہ ہے صداقت کی وہ قیمت جسے حضور نے دنیا کے سامنے پیش کیا ہے۔ سچ ہے جب خدا تعالیٰ کے برگزیدوں کو سچائی کے لئے غیرت آتی ہے۔ تو ان سے بڑھ کر صاف گو اور دنیا ئے دوں کو سر پائے استحقار سے ٹھکرا دینے والا اور کوئی نہیں ہوتا۔ ان کے جلال سے اللہ تعالیٰ کی صفات فہم انسانی کے قریب آجاتی ہیں۔ اور قلوب پر ہیبت الٰہی مسلط ہو جاتی ہے۔

حضور اپنے مقام بلند سے جو آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوا ہے۔ خوب واقف ہیں اس لئے جب لوگوں کے دل سے خلافت کی عظمت اور برکت کا احساس قدرے محو ہونے لگتا ہے۔ تو حضور نظام سلسلہ کے قیام کے لئے یاددہانی فرما دیتے ہیں۔ چنانچہ ایک خطبہ جمعہ میں حضور نے فرمایا

" آپ لوگ اس بات کو سمجھیں یا نہ سمجھیں اسی طرح دنیا اس بات کو سمجھے یا نہ سمجھے۔ مگر امر واقعہ یہ ہے کہ اسوقت اسلام کی ترقی خدا تعالیٰ نے میرے ساتھ وابستہ کر دی ہے جیسا کہ ہمیشہ وہ اپنے دین کی ترقی خلفاء کے ساتھ وابستہ کیا کرتا ہے۔ پس جو میری سنے گا۔ وہ جیتے گا۔ اور جو میری نہیں سنے گا وہ ہاریگا۔ جو میرے پیچھے چلے گا۔ خدا تعالیٰ کی رحمت کے دروازے اس پر کھولے جائینگے۔ اور جو میرے راستے سے الگ ہو جائیگا خدا تعالیٰ کی رحمت کے دروازے اس پر بند کر دیئے جائیں گے ایسا انسان جسکی آنکھوں کے سامنے نمونہ ہو۔ اس کا باوجود نمونہ سامنے ہونے کے صداقت پر مضبوطی سے قائم نہ رہنا بہت بڑا جرم ہے"

جب حضرت مرزا شریف احمد صاحب سلمہ الرحمٰن پر قادیان کے ایک کمینہ گداگر نے احرار کی انگیخت سے حملہ کیا۔ تو حضور نے اس موقعہ پر جماعت احمدیہ کو شعائر اللہ کی حفاظت کی طرف پرزور الفاظ میں توجہ دلائی۔ ذیل کی عبارت حضور کے اس جذبۂ احترام پر دلالت کرتی ہے۔ جو کہ حضور کے دل میں شعائر اللہ کے متعلق موجزن ہے :۔

" مقاماتِ مقدسہ پر احرار کے حملہ کا خیال کر کے بھی ایک احمدی کا دل کانپ جائے گا۔ اور وہ ان یقینی نتائج کو فوراً سمجھ جائے گا۔ جسے حکومت نہیں سمجھ سکتی۔ ہم سمجھتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عزت ہماری نگاہ میں کیا شان رکھتی ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ جماعت کا وقار کتنا قیمتی ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ احمدیت کیا اعزاز رکھتی ہے۔ اور ہم سمجھتے ہیں کہ مقامات مقدسہ کی کیا شان ہے۔ اور ان کی حفاظت کے لئے انسان کو کس حد تک قربانیاں کرنی چاہئیں۔ مگر گورنمنٹ ان امور کو نہیں سمجھتی۔ وہ اس مسجد اقصےٰ کو جس میں میں اسوقت خطبہ پڑھ رہا ہوں۔ ایک ویسی ہی اینٹوں اور گارے کی بنی ہوئی مسجد سمجھتی ہے جیسی دنیا میں اور ہزاروں مسجدیں ہیں۔ مگر ایک احمدی کے نزدیک یہ نہایت ہی اعلیٰ درجے کے مقامات مقدسہ میں سے ہے۔ اور اس کی حفاظت کے لئے صدیوں کی انسانی نسلیں بھی قربان کی جاسکتی ہیں۔"

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فتنہ احرار کے صبر آزما ایام میں جماعت کو صبر کا بہترین نمونہ دکھانے کی ہدایت فرمائی تھی چنانچہ بعض کمزور دل آدمی سمجھنے لگ گئے تھے کہ اس انتہائی صبر کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ افراد میں بزدلی پیدا ہو جائے گی۔ میرے ایک دوست نے مجھ سے اسی خیال کے متعلق گفتگو کی تو میں نے اسے کہا کہ آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ جس شخص کے ہاتھ میں ہمارے جذبات ہیں۔ وہ انہیں جسوقت چاہے ابھار سکتا ہے اس لئے جذبات کی موت اور خفتگی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ہمیں تو خوش ہونا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک ایسا خلیفہ عطا فرمایا ہے۔ جس کی نگاہیں خدا کے فضل سے غیب بین ہیں۔ کیونکہ اُسے فنا فی اللہ ہونے کا اتنا بلند مرتبہ حاصل ہے کہ اس کی آنکھیں اپنی آنکھیں نہیں۔ اور اس کی زبان اپنی زبان نہیں اور اس کا دل اپنا دل نہیں۔ بلکہ اس کا دل۔ زبان اور آنکھیں اللہ تعالیٰ کے قبضۂ تصرف میں ہیں اس کا دل اللہ تعالیٰ کا عرش بن چکا ہے اس کی آنکھیں اللہ تعالیٰ کے نور سے منور ہیں۔ اور اس کی زبان سے اللہ تعالیٰ کی آواز آتی ہے۔ ہمارا کام تو اطاعت ہے۔ اور ہماری سب سے بڑی خوبی خلیفۃ اللہ کی غلامی ہے جماعت بارود۔ اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کا اشارہ چنگاری ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کی مشیت کو جب کبھی شعلہ زنی منظور ہوئی۔ تو تو طلسم کن سے یہ نظارہ منظر عام پر لایا جاسکتا ہے۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے احراری فتنہ کے ابتدائی ایام میں فرمایا تھا۔

" ایک دفعہ ایک پرائیویٹ میٹنگ کے موقعہ پر سردار سکندر حیات خاں کے مکان پر چوہدری افضل حق صاحب نے مجھے یہ کہا تھا۔ کہ ہمارا مقصد یہی ہے کہ احمدیہ جماعت کو کچل دیں۔ پس دشمنوں نے ہمیں چیلنج دیا ہے پس جب تک تمہاری رگوں میں خون کا ایک قطرہ بھی باقی ہے۔ تمہارا فرض ہے کہ اس چیلنج کو منظور کرتے ہوئے اس گروہ کے زور کو جو یہ دھمکیاں دے رہا ہے توڑ کر رکھ دو۔ اور دنیا کو بتا دو کہ تم پہاڑوں کو ریزہ ریزہ کر سکتے ہو۔ سمندروں کو خشک کر سکتے ہو۔ اور جو بھی تمہارے تباہ کرنے کے لئے اُٹھے وہ خواہ کس قدر طاقتور حریف کیوں نہ ہو اسے خدا تعالیٰ کے فضل اور جائز ذرائع سے تم مٹا سکتے ہو۔ کیونکہ تمہارے مٹانے کی خواہش کرنے والا درحقیقت خدا تعالیٰ کے دین کو مٹانے کی خواہش کرتا ہے۔"

اس پر انہیں لوگوں کی طرف سے پر زور نعرہ ہائے تکبیر بلند ہوئے۔ جن کے متعلق ایک دنیا کو بزدلی کا شبہ پیدا ہو گیا تھا۔ لیکن چونکہ یہ نعرے خطبہ جمعہ کے دوران میں لگائے گئے تھے۔ اس لئے ان کے متعلق حضور نے ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا۔

پس مبارک ہو جماعت احمدیہ کو کہ وہ ایک ایسے واجب الاطاعت اور اولوالعزم امام کے ہاتھ پر جمع ہے جس کے جلال سے معاندین

حضرت عرفانی کبیر کا آٹھواں پوتا

یہ خبر بہایت مسرت سے احباب الحکم پڑھیں گے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے میرے چھوٹے بھائی عزیزم مکرم شیخ داؤد احمد صاحب عرفانی کو پہلا فرزند ارجمند عطا فرمایا ہے۔ یہ بچہ حضرت عرفانی کبیر کا آٹھواں پوتا ہے

یہ مولود مسعود ۱۱ دسمبر ۱۹۳۷ء کو بروز ہفتہ بوقت ۱۲ بجے دن پیدا ہوا۔ حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ نے اس کا نام

سلیم احمد

تجویز فرمایا۔ احباب سے درخواست دعا ہے۔ کہ مولود مسعود کی درازی عمر اور خادم دین اور بلند اقبال ہونے کی دعا فرماویں:

محمود احمد عرفانی

احمدیت پر لرزہ طاری ہے۔ اور جس کا جمال اللہ تعالےٰ کے بے مثال حُسن کا عشق لوگوں کے دلوں میں پیدا کر رہا ہے۔ وہ روحیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسے جری اللہ فی حلل الانبیاء کی زیارت کرنا چاہتی ہیں۔ انہیں خوشخبری ہو کہ حضور علیہ السلام کا چہرہ دنیا کی نظروں سے اوجھل ہے۔ لیکن ان کا مصفا عکس آج بھی حضرت امیرالمومنین فداہ نفسی کے آئینہ میں چمک رہا ہے۔ وہ قلوب جو حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و احسان کا مشاہدہ کرنے کی تڑپ رکھتے ہیں۔ انہیں یہ مژدہ جانفزا سنا دو۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے آئینہ میں اس سراپا نور کا روشن چہرہ آج بھی نظر آتا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کے عشاق کو یہ پیغام پہنچا دو کہ اگر وہ ازلی و ابدی نور کا نظارہ کرنا چاہتے ہیں۔ تو وہ انہیں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے آئینہ میں آفتاب عالمتاب کو شرماتا ہوا نظر آئیگا۔ حضرت امیرالمومنین کا دل وہ آئینہ ہے جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ظل جلوہ فگن ہے۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ظل میں حضرت رسول اکرم فداہ ابی وامی کا عکس تام نمایاں ہے اور حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آئینہ میں اللہ تعالےٰ کا نور ضیا بار ہے۔ پس کیا ہی خوش قسمت ہیں وہ افراد سلسلہ عالیہ احمدیہ جن کی نگاہیں ایک ایسی ہستی کی طرف اٹھتی ہیں۔ جس میں تینوں عکس اپنی پوری آب و تاب سے تجلی ریز ہیں۔ چاہیئے کہ تم اس نعمت عیر مترقبہ کی دل سے قدر کرو۔ حضرت امیرالمومنین وہ مقناطیسی مرکز ہیں جس کے گرد اللہ تعالےٰ دنیا کے مستعد ذرات اور قابل جوہروں کو جمع کر کے ایک مضبوط چٹان تیار کر رہا ہے جو سیاہ بخت انسان اس سلسلہ میں شامل نہیں ہوتے وہ یاد رکھیں کہ اللہ تعالےٰ کی تقدیر یہی ہے۔ کہ وہ ہوں طوعاً یا کرہاً اس چٹان کے ساتھ تعلق پیدا کریں۔ اگر وہ ایسا نہیں کرینگے تو ایک وقت ایسا آئیگا جب یہ مرصوص چٹان ان پر گر کر انکو کچل دے گی۔ اور جسطرح مٹی پتھر کے نیچے دب کر اسکے ساتھ چپک جاتی ہے۔ اسی طرح ان علیحدہ رہنے والوں کو بھی اس وزنی چٹان سے پیوست ہونا پڑے گا۔ لیکن ظاہر ہے کہ اس ذرے میں جو پتھر کا جزو بن چکا ہو۔ اور اس کیچلی ہوئی مٹی میں جو پتھر سے چپک گئی ہو کتنا فرق ہوتا ہے۔ اس لئے قبل اس کے کہ وہ گھڑی آئے جب شیطان سجدہ کرنے کے لئے تیار ہو جائیگا اور وہ دن آجائے جب ایمان قابل عزت نہیں رہیگا۔ سعید روحوں کو چاہیئے کہ ہدایت کو قبول کر کے کشتی نوح میں بیٹھ جائیں۔ جو انشاء اللہ تعالےٰ ان کو ضرور ساحل عافیت پر پہنچا دے گی۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ کے پاک نبی نے فرمایا ہوا ہے

ع نوح کی کشتی میں جو بیٹھے وہی ہو رستگار

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین

عقیدت کے پھول

عزیز عبدالستار قمر اجنالوی مدرسہ تعلیم الاسلام ہائی سکول کا ایک طالب علم ہے۔ جو حضرت امیرالمومنین کے حضور اپنی عقیدت کے پھول ان اشعار کے ذریعے پیش کرنے کا خواہشمند ہے اور میں نوجوانوں میں اس جذبہ کو دیکھنے کا متمنی ہوں۔ اس لئے خوشی سے خلافت نمبر میں شائع کرتا ہوں

ایڈیٹر

اے امامِ کامگار، اے مرشدِ عالی وقار ؛ اے فقیدِ روزگار، اے مقتدائے ذوالفقار

اے لسان الصدق، اے علم و عمل کے شہریار ؛ معنئے وحدت ہوئے ہیں تیرے دم سے آشکار

تو ربابِ معرفت کی پُر اثر آواز ہے

سازہائے غیب سے حق کا نوا پرواز ہے۔

زینتِ اسلام ہے تو اور زین العابدیں ؛ احمدیت کا ہے جذبہ ترے دل میں جاگزیں۔

چومتے ہیں تیری پیشانی کو عالم کے مکیں ؛ نور کی تابش سے رشکِ مہر و مہ تیری جبیں

نخلِ احمد کا شگفتہ پھول، جانِ صد ہزار

ہے ترے دم سے گلستانِ محمد میں بہار

اے مئے عرفاں کے ساقی جان و دل تجھ پر فدا ؛ تو نے گرتوں کو سنبھالا مرحبا! صد مرحبا!!

حامیٔ توحید ہے تو دینِ حق کا ہے عصا ؛ تو نے دی تبلیغ دنیا کے کناروں تک سنا!

جو کیا وعدہ خدا نے مہدیٔ اسلام سے

سربسر پورا ہوا وہ آپ ہی کے کام سے

ہے ظفر کا تیرے ہاتھوں میں دیا حق نے عَلَم ؛ اے بہارِ باغِ احمد چشمۂ لطف و کرم

اور نصرت چومتی ہے جنگ میں تیرے قدم ؛ حشر تک باقی رہے خلقِ خدا فیضِ اتم

جامِ عرفاں سے ترے ہر بادہ کش مخمور ہو

سرزمینِ قادیان حق کی ضیا سے طور ہو۔

دیارِ محبوب

میں آنیوالے زائرین کو جو سالانہ جلسہ میں شمولیت کے لئے تشریف لا رہے ہیں۔ الحکم ان کو صدق دل سے

اھلاً وسھلاً ومرحباً

کہتا ہے۔

مشاہدات اور تاثرات کی دنیا

بغداد سے نصیبین

(گذشتہ سے پیوستہ)

قصبہ کویر

یہ قصبہ کردوں کا قصبہ تھا۔ یہاں سردی بہت تیز تھی اس کے آگے دریا بہتا تھا۔ اس پر کوئی پل وغیرہ نہ تھا۔ کشتیوں کے ذریعے دریا عبور کیا جاتا تھا۔ اس لئے رات کو یہاں سے آگے سفر کرنا ناممکن تھا۔ یہاں اس قصبے میں ٹھہرنے کے لئے دو قہوہ خانے تھے۔ ایک قہوہ میں ہم نے آوازیں دیں۔ اندر سے مالک نکلا۔ اس نے کہا کہ مسافر زیادہ ہیں اور اب جگہ نہیں۔ یہاں بعض لاریاں مٹی کا تیل لادے کھڑی تھیں۔ اس جواب کو سن کر ہم اور آگے بڑھے۔ قصبہ کے سرے پر دریا کے عین سر پر ایک اور قہوہ خانہ تھا۔ یہاں بھی کئی لاریاں کھڑی تھیں۔ ہماری موٹر کے رکنے کی آواز سنکر قہوہ خانے سے مالک سے لے کر وہاں کے تماش بینوں تک ساری جماعت باہر نکل آئی۔ جس میں بعض پولیس مین بھی تھے۔

قہوہ خانہ

ہم موٹر سے حسب معمول سخت مشقت سے اترے قہوہ خانے کے مالک کی طرف سے مرحبا مرحبا کی آوازیں بلند ہوئیں۔

اس معمولی اسپیات سے فارغ ہو کر جب قہوہ خانے کے اندر ہم داخل ہوئے جس میں اس قہوہ کے خریدار دوبارہ اطمینان سے بیٹھ گئے تھے۔ قہوہ خانہ کیا تھا۔ ہمارے ملک کی گڑھیال۔ اس کا پورا خاکہ ہے۔ جہاں گڑ اور شکر بنائی جاتی ہے۔

اس کی دیواریں اینٹوں کی نہیں بلکہ مٹی کے بڑے بڑے ڈھیلوں کی تھیں۔ جن کی لپائی تک کرنے کی تکلیف گوارا نہیں کی گئی۔

زمین بالکل غیر ہموار اور ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ وہاں بھی پہاڑ کے اثرات ہیں۔ کہیں سے اونچی اور کہیں سے نیچی۔

چھت پر مختلف قسم کے سرکنڈے اور جھاڑیاں وغیرہ ڈالی ہوئی تھیں۔ جن کے نیچے بعض کرم خوردہ لکڑی سے اور بعض عمدہ لکڑی کے ستون دئیے گئے تھے۔ جن کو بچاروں نے صاف تک نہیں کیا تھا۔ جب انسان اس کمرے کا تصور کرتا ہے۔ تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ ازمنہ اولیٰ میں ہے جبکہ دنیا اس قسم کے تکلفات سے بری تھی۔ اور زندگی صرف چند لوازمات تک محدود تھی۔ اور تمدن یا فیشن کے نام سے انسان بالکل نابلد محض تھا۔ گذر رہا ہے

مگر اس کے ساتھ ہی دوسرا منظر اس کے بالکل خلاف تھا۔ ان ننگی دیواروں پر مٹی کے تیل کے چھوٹے چھوٹے لیمپ چاروں طرف جل رہے تھے۔ جن کے پیچھے معمولی قسم کے شیشے لگے ہوئے تھے۔ اور ان پر روشنی کا عکس پڑ کر ایک چمک پیدا کرتا تھا۔

یہ لیمپ اسی قہوہ خانے کا بہترین فرنیچر تھا۔ اس کے علاوہ کچھ لکڑی کے بنچ بچھے ہوئے تھے۔ جو دیواروں کے ساتھ چاروں طرف لگائے گئے تھے۔ ہاں ایک طرف مٹی کا چبوترہ بنچ کا کام دے رہا تھا۔ بعض پر چٹائیاں اور بعض پر ٹاٹ اور بعض پر کمبل کے ٹکڑے بچھا کر اس قہوہ خانے کی شان کو ظاہر کیا گیا تھا۔

درمیان میں ایک میز تھی۔ اور اس کے اردگرد چند کرسیاں پڑی تھیں۔ جو مونج کی رسی سے بنی گئیں تھیں۔ ان کرسیوں پر پانچ سپاہی بیٹھے تاش کھیل رہے تھے۔

ان سپاہیوں نے اپنی پوری وردیاں پہنی ہوئی تھیں وہ وسط میں اس طرح اور اس شان سے بیٹھے ہوئے تھے کہ اس سے اس قصبہ میں ان کی پوزیشن۔ ان کی شان حکومت ظاہر ہو رہی تھی۔ کبھی کبھی وہ بڑے انداز سے اپنی گردن اٹھاتے۔ اور آہستہ آہستہ اس کو ادھر سے ادھر پھیر کر ایک حاکمانہ نگاہ ڈالتے تھے۔ تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد ان کا ہاتھ خود بخود اٹھتا۔ اور مونچھوں کو بل دینے لگتا

الغرض یہ منظر عمدہ اور خوب معلوم ہوتا تھا۔ دل چاہتا تھا کہ دیکھتا رہوں۔ کہ انسان کس طرح اپنے وجود سے غافل ہوتا ہے۔

باقی کے حاضرین جن میں قصبہ کویر کے ہر قسم کے لوگ شامل تھے۔ بچے۔ بوڑھے۔ جوان اپنے اپنے بنچوں پر بیٹھے تھے۔ سادہ چا اور قہوے کے دور چل رہے تھے۔ بار بار قہوچی کو آوازیں پڑ رہی تھیں۔ کہیں تاش کی محفلیں تھیں۔ اور ایک کونے میں گراموفون بج رہا تھا۔ رات کی تاریکی میں دریا کی روانگی کے ساتھ اس اکیلے کمرے میں زور سے ہنسنے والوں کے قہقہے ایک عجیب سماں پیدا کر رہے تھے۔

گراموفون کی آواز کے ساتھ نجم الدین کویری جو اس قہوے کا مالک تھا۔ نہایت قابل شرم طور پر اوباشانہ ناچ ناچ رہا تھا۔ تاکہ اس کے خریدار خوش ہوں۔ اور اس طرح ان جاہل کرایوں کی رضا کو حاصل کرتا تھا۔ اور کبھی کبھی گانے بھی لگتا تھا۔ اسی حالت میں اس نے ایک لڑکے کو مجبور کیا۔ کہ وہ بھی اس کے ساتھ مل کر ناچے تاکہ وہ اپنی بے حیائی کا مزید ثبوت دے۔ مگر اس لڑکے نے یہ کہہ کر روک دیا کہ تم کو شرم نہیں آتی۔ یہ عیب ہے ہم اس نظارے کو دیکھنے کی چند منٹ بھی تاب نہ لاسکتے تھے۔

نجم الدین کو بلا کر میں نے کہا کہ ہمارے لئے کسی الگ مکان کا انتظام کر دو۔ تم جو کرایہ مانگو گے دینے کے لئے تیار ہوں۔ مگر اس نے کہا کہ اس قہوہ کے سوا کوئی جگہ نہیں۔ اور یہ لوگ تھوڑی دیر کے بعد چلے جائیں گے۔ آپ ذرا بیٹھیں جگہ خالی ہو جائے گی۔

اس نے ہماری ضرورت کا اس سے زیادہ احساس نہ کیا۔ کہ شاید ہم کو نیند تنگ کر رہی ہے۔ مجبوراً بیٹھنا پڑا اس حالت میں ہم کبھی ان لوگوں کو۔ اور کبھی اپنے آپ کو۔ کبھی نجم الدین کے رقص کو۔ اور کبھی اس ہوٹل کی دلچسپ در و دیوار کو دیکھتے۔ تو کبھی اس حالت پر ہنسی آتی۔ اور کبھی مسلمانوں کی حالت دیکھ کر رونا آتا۔ ۱۱ بجے شب تک یہی شور و شغف رہا۔ اور کچھ سمجھ نہ آیا کہ کیا کیا جائے۔

۱۱ بجے کے بعد قہوہ خانہ خالی ہوا۔ موٹر ڈرائیوروں کی کے ساتھ ہم نے بھی اپنے بستر کھولے برادرم ابراہیم علی نے میرا بستر کھول کر بچھا دیا۔ مجھے سفر میں اس سے بہت آرام ملا۔ جزاہم اللہ احسن الجزا صبح ہوئی۔ آنکھ کھلی۔ دیکھا تو چاروں طرف برف ہی برف ہے۔ قضاء حاجت کے لئے دریا کی طرف گیا۔ پانی میں ہاتھ ڈالا تو ایسا معلوم ہوا کہ ہاتھ کسی نے شل کر دیا ہے۔ اس تند اور تیز سردی میں ہم نماز پڑھ اور ناشتہ کر کے موٹر میں سوار ہوئے۔ اور آگے کا رخ کیا۔ دریا کے کنارے جا کر معلوم ہوا کشتی والے ابھی نہیں آئے۔ اور جب آئے تو انہوں نے فیصلہ یہ کیا کہ پہلے لاریاں گزریں گی۔ اس لئے ہماری کار کا نمبر باوجود اول ہونے کے آخر میں آگیا۔ ان لاریوں پر ایک ہندوستانی ڈرائیور بھی تھا۔ جو پنجاب کے کسی ضلع کا رہنے والا تھا مجھے اس کی حالت دیکھ کر افسوس ہوا۔ کہ موٹر چلانے کے لئے ہندوستان سے دور اس جنگل میں پڑا ہے۔ اگر اسے یہی کام کرنا تھا۔ تو کیا ہندوستان میں موٹریں نہیں چلتیں بہرحال صبح کے کھڑے ہوئے ۹ بج گئے۔ تب ہماری باری آئی۔ موٹر پار ہو کر ہوائیں فراٹے بھرنے لگی اور ایک بجے نینوی کے کھنڈرات پر سے گذرنے لگے

نینوی

موصل ہمارے سامنے کھڑا تھا۔ موصل سے نینوی دو میل کے فاصلے پر ہے۔ ان کھنڈرات کو دیکھ کر

خدا کی شان نظر آئی ۔ اور عبرت کا وسیع سبق معلوم ہوتا تھا ۔

معلوم ہوا کہ اللہ تعالےٰ کے انبیاء کا مقابلہ ہلاکت پیدا کرتا ہے ۔ یہ وہ آگ ہے جو اگرچہ جلانے میں دھیمی ہے ۔ مگر جب انسان کے کپڑوں میں لگ جاتی ہے تو پھر اس کا کچھ باقی نہیں چھوڑتی ۔ ان ان کھنڈروں سے قرآن کریم کی عظمت و جلال کا پتہ چل رہا تھا ۔ کیا سچ فرمایا ہے قل سیروا فی الارض فانظروا کیف کان عاقبۃ المکذبین ۔ پھر فرمایا ماکنا معذبین حتیٰ نبعث رسولا ۔ پس وہ ڈائنامیٹ جس سے سینکڑوں سالوں کی بستیاں الٹ کر تباہ ہو جاتی ہیں ۔ اور اپنے ٹوٹے کھنڈرات دوسروں کے لئے عبرت کے لئے چھوڑ جاتی ہیں ۔ وہ انبیاء کی مخالفت ہے ۔ نینوا کے کھنڈرات اپنی زبان حال سے حضرت یونس اور ان کی قوم کا قصہ سنا رہے تھے ۔

الغرض ان پر رعب و پر جلال کھنڈروں کو دیکھ کر موصل کی طرف بڑھے ۔ آج بھی وہاں ایک قصبہ نینوی نامی آباد ہے ۔ جو اپنی طرز کے لحاظ سے قدیم طرز کا قصبہ ہے ۔ اور وہاں ایسا معلوم ہوتا ہے ۔ کہ چھ سات قرن ہم پیچھے چلے گئے ہیں ۔ اور کسی قدیم دنیا کا نظارہ کر رہے ہیں ۔ باقی باقی

محمود احمد عرفانی

یادِ حبیب کو تازہ رکھنے کیلئے اسکے کلام و حالات کو پڑھو

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرۃ طیبہ اور پاکیزہ سوانح کو محفوظ کرنے کے لئے حضرت والد صاحب قبلہ نے جو گرانقدر خدمات سرانجام دی ہیں ۔ ان کا اندازہ اس امر سے ہو سکتا ہے کہ حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے آپ کی تصنیف کردہ سیرۃ کے متعلق ان الفاظ میں ارشاد فرمایا :-

"یہ کتاب ہر احمدی کے پاس ہونی چاہئیے اور کون احمدی ہے جو اس کی خواہش نہ کرتا ہو"۔

پھر فرمایا

"اگر شیخ صاحب کی زندگی میں یہ کام نہ ہوا ۔ تو پھر دس کروڑ روپیہ خرچ کر کے بھی اس کو پورا نہ کر سکیں گے"

پھر جماعت کو متوجہ کرتے ہوئے فرمایا :-

"وہ اس سٹاک کو جو موجود ہے خرید لیں ۔ تاکہ کام برابر جاری رہ سکے"۔

ان ارشادات عالیہ کو پیش کر کے میں قوم سے اپیل کرتا ہوں ۔ کہ احباب کو چاہئیے کہ سیرت مسیح موعود علیہ السلام ۔ اور مکتوبات احمدیہ کو خرید کر اس کام کی تکمیل میں ہمارا ہاتھ بٹائیں ۔

ملنے کا پتہ :- **دفتر اخبار الحکم قادیان**

یاقوتی گولیاں

میں چونکہ عرصہ دو سال سے مرض ذیابیطس سے بیمار تھا ۔ اس بیماری کی وجہ سے مجھے ایسی کمزوری لاحق تھی کہ میں دیر تک کام نہیں کر سکتا تھا اور دماغی محنت سے مجھ پر بہت برا اثر پڑتا تھا گذشتہ ماہ میں مجھے مینجر صاحب یاقوتی گولیوں نے توجہ دلائی کہ میں اگر ان کی گولیاں استعمال کروں تو مجھے ان سے فائدہ ہوگا ۔

چنانچہ میں نے وہ گولیاں استعمال کیں ۔ اور میں اب پورے وثوق سے کہہ سکتا ہوں ۔ کہ یہ گولیاں واقعی مفید ہیں ۔ دماغی کام کرنے والے لوگوں کے اور کمزور اعصاب کے مریضوں کو ان گولیوں سے فائدہ اٹھانا چاہئیے ۔

اس لئے میں نے ان کی خواہش کے بغیر اخبار الحکم میں یہ شہادت شائع کر کے خوشی محسوس کرتا ہوں ۔ محمود احمد عرفانی ایڈیٹر الحکم

نوٹ : جو احباب ان گولیوں کو خریدنا چاہیں ۔ وہ مینجر صاحب یاقوتی گولیاں محلہ دار الفضل قادیان سے پانچ روپیہ میں منگوا سکتے ہیں ۔

ریویو

بچوں کی تربیت

خدا بھلا کرے مکرمی ماسٹر محمد شفیع صاحب اسلم کا جنہوں نے "بچوں کی تربیت" نامی کتاب تصنیف کر کے ملک پر بڑا احسان کیا ہے ۔ ہمارے ملک میں بچوں کی تربیت کا مسئلہ جس قدر اہم مسئلہ بنا ہوا ہے ۔ اسقدر شاید کوئی اور مسئلہ نہ ہوگا ۔ حالانکہ ملک و قوم کی بہبودی کا انحصار بچوں کی تربیت پر ہی ہے ۔ عام طور پہ دیکھا گیا ہے کہ والدین یہ خیال کرتے ہیں کہ بچوں کی پرورش صرف محبت اور محبت بھی ناجائز محبت سے ہی ہو سکتی ہے ۔ اگر بچہ گندہ مواد میں کھیل رہا ہے تو رہے ۔ اگر وہ ضدی اور آوارہ گردی کی طرف مائل ہو رہا ہے تو ہوتا رہے اگر وہ گالی گلوچ کا عادی ہو رہا ہے اور جھوٹ سے پرہیز نہیں کرتا تو والدین اس اندھی محبت کی وجہ سے ان کو سیدھے راستے کی طرف لانا پسند ہی نہیں کرتے اور اسطرح اپنی اولاد کو تباہ و برباد کر لیتے ہیں ۔

اگرچہ اب ملک میں علم عام ہو رہا ہے ۔ مگر اردو زبان میں اس موضوع پر کوئی مکمل کتاب موجود نہ تھی پس ماسٹر صاحب موصوف نے اس کمی کو پورا کر دیا ہے ملک کے اہل قلم حضرات اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کے بلند پایہ شخصیتوں نے اس کتاب کو نہایت پسند کیا ہے ۔ میں

ذاتی طور پر بھی اس نگاہ سے دیکھتا ہے ۔ میں ہر اس صاحب اولاد کو جسے اپنی اولاد سے محبت ہے پورے زور سے کہوں گا کہ اولاد سے سچی محبت کا تقاضا یہی ہے کہ وہ ان کی تربیت کے اصولوں سے واقف ہوں ۔ اور اس غرض کے لئے انکے لئے بہترین رفیق یہی کتاب ہے ۔ جو ۸ آنہ قیمت پر ابراہیم صاحب عادل گوجرانوالہ سے طلب فرما سکتے ہیں ۔

وصیت نمبر ۴۸۹۶

منکہ غلام حیدر ولد اللہ لوک قوم چوہان پیشہ رنگریزی عمر ۳۷ سال تاریخ بیعت غالباً ۱۹۲۲ء ساکن لوک کلاں ڈاکخانہ خاص ضلع گجرات بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۷ ۔ ۱۲ ۔ ۳۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں (۱) میری ماہوار آمدنی تقریباً مبلغ ۔ ۔ روپے ماہوار بذریعہ رنگسازی ہے جو کم و بیش ہوتی رہتی ہے ۔ میں اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا ۔ اگر کوئی مزید آمدنی ہوئی ۔ تو اس کا بھی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا ۔ (۲) میری موجودہ جائیداد کوئی نہیں ۔ میرا مکان میری بیوی کے نام ہے ۔ اس کے علاوہ بوقت وفات میری کوئی جائیداد ثابت ہو تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی ۔ العبد ۔ غلام حیدر بقلم خود ۔ گواہ شد ۔ نور حسن شاہ شیخوپورہ ضلع گجرات بقلم خود ۔ گواہ شد نادر علی پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ شیخوپورہ ضلع گجرات بقلم خود ۔

اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں باہتمام شیخ محمود احمد عرفانی پرنٹر و پبلشر چھپوا کر دفتر اخبار الحکم تراب منزل سے شائع کیا